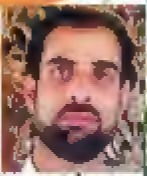

غلام نبی کمار

اردو زبان میں سائنسی صحافت

(صورتِ حال، تقاضے اور امکانات)

ہندوستانی اخبارات وجرائد میں مختلف موضوعات کا خزینہ ہوتا ہے۔ بعض اخبارات میں موضوعات مختص رکھے جاتے ہیں۔ ان اخبارات میں قومی اور بین الاقوامی سیاسی خبریں، انسانی زندگی سے متعلق تمام خبریں، سیاست، تہذیب وتمدن، اداریے، تعلیم، ملازمت، پیدائش وموت، تقریب یوم پیدائش، جرائم، کارٹون، اشتہارات، مضامین، سیاسی، سماجی اور معاشی خبریں، ادبی و مذہبی مضامین، طب، سائنس، ٹکنالوجی، فلموں اور کھیلوں کی خبریں، شہروں اور مختلف اضلاع کی سرگرمیاں، مذہبی خبریں، سیمینار، جلسے، موسم کے حالات، تجارت اور صنعت وحرفت کی خبریں وغیرہ شائع ہوتی ہیں۔ غرض کہ اخبارات میں زندگی کے تمام شعبوں اور گوشوں کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ اردو صحافت وہ چاہے اخباری صحافت ہو یا مجلاتی صحافت، میں سائنسی موضوعات کی کمی شدت سے محسوس کی جاتی رہی ہے لیکن ایسا بھی نہیں کہ اردو صحافت سائنسی مضامین سے یکسر خالی ہے۔ سائنسی موضوع کو علم ریاضی کی طرح خشک موضوع سمجھا جاتا ہے اس لیے شاید سائنسی موضوع میں کم دلچسپی کی یہ بھی ایک وجہ رہی ہو۔ تاہم اخبارات میں شاذ ونادر ہی کئی سائنسی مضامین شائع کیے جاتے ہیں۔ سائنسی مضامین جن ہندوستانی اخبارات میں نظر سے گزرتے رہتے ہیں ان میں انقلاب، راشٹریہ سہارا، کشمیر عظمیٰ، میرا وطن، قومی تنظیم، ہمارا سماج، نیا نظریہ، اخبار مشرق، سیاست، منصف، صحافی دکن، اودھ نامہ، آگ، صحافت، تاثیر، سیاسی تقدیر وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔ راقم الحروف کے مشاہدے میں آیا ہے کہ بیرونی ممالک میں سائنس کے حوالے سے جو تحقیق ہوتی رہتی ہے اُس کی رپورٹیں بعد میں اُن ممالک کے سفارت خانوں کے توسط سے یو این آئی، آر این آئی اور دیگر نیوز ایجنسیوں کے ذریعے ہندوستانی اردو اخبارات میں ترجمے کے ساتھ شائع ہوتی آئی ہیں۔ اس کے علاوہ ماحول، صحت، جغرافیۂ طبعی، غذا، امراض، آلودگی، شکاریات، جنگلاتی وسائل، توانائی، آب وہوا، آبی ذخائر، سائنسی ایجادات، کیمیات، طبعیات، حیاتیات، نباتات، ریاضی، قدرتی فلسفہ اور دوسری کارآمد سائنسی معلومات وغیرہ سے متعلق مضامین بھی اخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں۔ اب بعض اخبارات نے دیگر موضوعات کی طرح سائنسی موضوع کے لیے بھی اخبار کا ایک صفحہ مختص کرلیا ہے۔

اردو میں سائنسی صحافت کے حوالے سے بات کی جائے تو یہاں بھی صورتِ حال زیادہ بہتر نہیں ہے۔ البتہ کچھ مخصوص رسالے سائنس کے حوالے سے شائع ہوتے ہیں جن سے سائنسی صحافت کو فروغ ملا اور سائنسی میدان سے تعلق رکھنے والے ادیبوں اور قلم کاروں کو سائنس کے مختلف النوع موضوعات پر لکھنے کی ترغیب ملی۔ اس قسم کے رسائل وجرائد میں انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی کا ماہ نامہ سائنس، سائنس کی دنیا، اسلم پرویز کی ادارت میں شائع ہورہا رسالہ سائنس، ہمدرد صحت، رسالہ ہندوستانی، رسالہ خدنگ نظر، روحانی سائنس، سائنس کی کائنات، رسالہ طبی سائنس، رسالہ خاتون، رسالہ کیمیکل سوسائٹی، طبیہ کالج میگزین، رسالہ حیوانیات (شعبہ حیوانیات علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی)، سائنس اور کائنات، ماہنامہ سائنس اور کائنات، آیات وغیرہ شامل ہیں۔

ہندوستان کے وہ قدیم اردو رسائل جن میں سب سے پہلے سائنسی مضامین شائع کیے جاتے تھے اور ترجیح دی جاتی تھی اس میں پندرہ روزہ رسالہ 'فوائد الناظرین' بھی قابل ذکر ہے جس کے ایڈیٹر دہلی کالج کے استاد اور علم ریاضی کے امام ماسٹر رام چندر تھے۔ 'فوائد الناظرین' میں علمی، تاریخی اور سائنسی مضامین شائع ہوتے تھے۔ اس میں سلسلہ مضامین طبعیات، بیان پن چکی کا، علم ہیئت، بیانات حیوانات کا، انسان کی عقل کا بیان، حال جانوروں عجیب کا، معرفت طبعی، مقناطیس بننے کی ترکیب، حال ستارہ مشتری کا، مریخ ستاروں کا بیان، وجود کیڑوں کا پانی میں وغیرہ جیسے عنوانات کے تحت مضامین کی اشاعت ہوتی رہتی تھی۔ رسالہ "خیر خواہ ہند اور محبّ ہند" کو بھی ابتدائی رسائل میں سائنسی صحافت کے حوالے سے اولیت حاصل ہے۔ اس کے ایڈیٹر ماسٹر رام چندر ہی تھے۔ 'محبّ ہند' میں بھی سیاسی، تاریخی اور سائنسی معلومات کے علاوہ ہم عصر شعرا اور اساتذہ کا منتخب کلام ملتا ہے۔

اردو کی ادبی صحافت ہو یا سائنسی صحافت سرسید احمد خاں کے نام کے بغیر نامکمل ہے۔ سرسید احمد خان کا نام اردو کی سائنسی صحافت کے بنیاد گزاروں میں ہوتا ہے

جنھوں نے 'تہذیب الاخلاق' کے ذریعے سائنس جیسے سنجیدہ اور بہت ہی مفید موضوع کو عام کیا۔ یہ رسالہ دسمبر 1870 کو جاری ہوا۔ تہذیب الاخلاق میں علمی، مذہبی، اخلاقی، تمدنی، سائنسی نیز دیگر مضامین کے شائع ہونے سے اردو صحافت میں انقلاب پیدا ہوا۔ اس رسالے میں سائنسی علوم و فنون پر مضامین کو اہمیت کے ساتھ جگہ دی گئی اور اس موضوع پر لکھنے والوں میں شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ، عنایت اللہ، محمد ابوالحسن وغیرہ شامل تھے۔ یکم ربیع الثانی سنہ 1312ھ کے شمارے میں عنایت اللہ کا سائنسی موضوع پر لکھا گیا ایک مضمون بعنوان 'نیچرل ہیئر کے عجائبات' کے تحت شائع ہوا۔ جس کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے:

''ہم اپنی دوربینوں کے ذریعہ سے جو اب کمال کے درجے کو پہنچ گئی ہیں چاند کی مفصل کیفیت اپنی آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں اور اس کا ایسا امتحان کرسکتے ہیں جیسے زمین پر کسی دور کی چیز کو دیکھیں۔ اس لیے ہم ایک خاص حد تک اس کی طبعی کیفیت کو خوبی معلوم کرسکتے ہیں۔''[1]

'تہذیب الاخلاق' کے سائنسی موضوعات اور مواد کے حوالے سے پروفیسر شافع قدوائی لکھتے ہیں:

''تہذیب الاخلاق کا اجرا مسلمانوں کی جدید سائنس کی جانب بے رغبتی کو ختم کرنے کے لیے ہوا اور اس نے سائنسی اصولوں اور نئی دریافتوں سے متعارف کروایا۔ اس کا سائنسی دریافتوں پر اصرار لمبے وقفے تک مسلمانوں میں سائنس و ٹکنالوجی کے تئیں رغبت پیدا کرنے میں مددگار ثابت ہوا۔ تہذیب الاخلاق کے مطابق سائنسی علم سے روشناسی تعلیمی، تہذیبی اور دانشوری کو نئی زندگی عطا کرنے میں مرکزی کردار کی حیثیت رکھتی ہے۔''[2]

سرسید کی کاوشوں اور سائنس کے تئیں ان کی عملی جستجو سے تہذیب الاخلاق باضابطہ طور پر پہلا رسالہ بنا جس میں سائنسی تعلیم اور سائنس سے متعلق کئی اہم موضوعات پر مضامین شائع ہونے لگے۔ ہندوستان کے سربرآوردہ اردو شاعر اور معروف سائنسی صحافی پنڈت گلزار زتشی دہلوی اپنے ایک تحریر کردہ مضمون 'اردو سائنسی صحافت ایک سرسری جائزہ' میں سرسید کی سائنسی صحافتی خدمات کا اعتراف نہایت ہی نفیس اور شائستہ الفاظ میں کرتے ہیں:

''آخر مرد سے از غیب بروں آید کی مصداق سرسید احمد خاں' اس بسیط صحرائے ادب میں گلستانِ سائنس کی دریافت کو نکل کھڑے ہوئے اور انھوں نے اس ضمن میں اس دور کے حالات، وسائل اور اقدار و روایات، عقیدے اور نظریوں کے موجود ہجوم میں اور توہم پرستی کے دور میں ایک سائنٹفک سوسائٹی قائم کی۔ کچھ کتابیں سائنسی علوم پر تصنیف و تالیف کرائیں۔ کچھ تراجم ہوئے، چند سائنسی مضامین لکھے گئے اور ان کے رسالے 'تہذیب الاخلاق' میں سائنسی موضوعات و علوم پر کچھ قلم آزمائی کی گئی۔ اس طرح سید احمد خاں نے اردو والوں کو ایک نئی ڈگر پر ڈالا اور سائنسی تحریروں پر کچھ توجہ کرنے کی بسم اللہ ہوئی۔''[3]

گلزار دہلوی نے اس مضمون میں ماقبل آزادی اور بعد از آزاد ہندوستان کی سائنسی صحافت کے بارے میں بڑی مکمل تحقیقی جانکاری فراہم کردی ہے جو کسی بھی محقق کے لیے بہت معاون و مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔ انھوں نے دونوں وقتوں میں ہندوستان میں سائنسی صحافت کی صورت حال سے مکمل طور پر آگہی دلائی ہے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ 1917 سے لے کر 1947 تک سائنسی صحافت کے تعلق سے نظام حیدرآباد کے ایماء پر دارالترجمہ اور دارالاشاعت 'حیدرآباد فرخندہ بنیاد' سے ایک منظم، اعلیٰ پیمانے اور بلند معیار کی ایک اہم تشکیل ہوئی۔ جہاں زبان و فلسفہ کے علمی و ادبی، عالی دماغ جمع کیے گئے ہوئے تھے اس کے ساتھ ساتھ سائنسی علوم و کتب کا ترجمہ اور اصطلاحات سائنس کا ترجمہ بڑے پیمانے پر عمل پذیر ہوا۔ کیمیا، طبیعیات، نباتات، ادویات، نجوم، ہیئت، ریاضی، حساب و ہندسہ، جغرافیہ، علم الارض، علم الحیوانات، انجینئرنگ وغیرہ بے شمار علوم کے نصابی ترجمے کیے گئے اور اصطلاح سازی ہوئی۔ آٹھویں سے ایم۔ اے تک بلکہ پی۔ ایچ۔ ڈی تک اردو ذریعہ تعلیم کا کامیاب تجربہ کیا گیا۔ یہاں تک کہ مختلف اخبارات اور رسائل میں سائنسی مضامین لکھے جانے کی روایت کا آغاز ہوا اور ملک کو اور اردو معاشرے کو اردو سائنسی صحافت اور اردو سائنسی ذریعہ تعلیم و مطالعہ کی طرف راغب کیا گیا۔

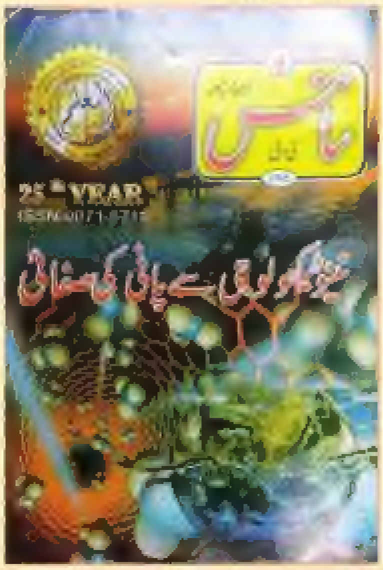

ماسٹر رام چندر، سرسید اور نظام حیدرآباد کے بعد سائنسی صحافت کو فروغ دینے میں بابائے اردو مولوی عبدالحق کی خدمات کو بھی قطعی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ انھوں نے پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی کے ساتھ مشترکہ اور غیر منقسم ہندوستان میں پہلے اورنگ آباد اور حیدرآباد اور پھر 1938-1939 سے 1947 تک انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی سے اردو میں سائنس کا کام کیا اور ایک خالص سائنسی رسالہ 'سائنس' شائع کیا۔ جس کے ذریعے بہت عرصے تک سائنسی مضامین شائع کیے گئے اور دیگر سائنسی علمی و ادبی سرگرمیوں کی اشاعت و تشہیر ہوتی رہی۔ آزاد ہندوستان میں اردو سائنسی صحافت کی باقاعدہ شروعات مجلہ 'سائنس کی دنیا' سے ہوئی۔ جس کا پہلا شمارہ 20/جون 1975 میں شائع ہوا اور راشٹرپتی بھون میں اس وقت کے صدر جمہوریہ ہند کے بدست اس کا اجرا عمل میں آیا۔ 'سائنس کی دنیا' سہ ماہی رسالہ ہے جس کے پہلے مدیر پنڈت زتشی گلزار دہلوی تھے۔ یہ ایک سائنسی رسالہ ہے جس میں اردو داں عوام و طلبہ کے لیے مفید عوامی اور دلچسپ سائنسی معلومات، سائنس و تکنیکی ترقیاں، نئی نئی ایجادوں، عام طالب علموں اور جستجو کاروں کے لیے بہترین مضامین شائع ہوتے ہیں۔ سائنسی خبریں، عوام کی سائنس، سائنسی مشغلے، جرائم اور سائنس، سائنسی کہانیاں، سائنسی ادارے وغیرہ اس کے موضوعات ہوتے ہیں۔ اس کے لکھنے والوں میں بہترین سائنس داں، دانشور، ماہر تعلیم، ریسرچ کرنے والے اور سائنسی فکر کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ یہ مجلہ آج بھی پوری آب و تاب کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔

ماہنامہ 'سائنس' دہلی سے اسلم پرویز کی ادارت میں شائع ہوتا ہے۔ اس رسالے نے جو سائنسی خدمات انجام دی ہیں وہ ناقابل فراموش ہے۔ ڈاکٹر اسلم پرویز اس سائنسی جریدے کے بانی و مدیر ہیں اور یہ رسالہ انھی کی فکر اور سوچ کا نتیجہ ہے جو اتنے برسوں تک بغیر کسی سرکاری معاونت کے شائع ہو رہا ہے۔ اس جریدے میں ہر قسم کے سائنسی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اردو سائنسی صحافتی سرگرمی کو برقرار رکھنے اور اسے جاودانی عطا کرنے میں ماہنامہ 'سائنس' ایک اہم رول ادا کر رہا ہے۔ ڈاکٹر محمد اسلم پرویز نے 'سائنس' کے پچیس سال مکمل ہونے پر ڈاکٹر محمد کاظم کی کتاب 'اشاریہ ماہنامہ سائنس' کے اجرا کے موقعے پر غالب اکادمی، دہلی میں رسالے کے اغراض و مقاصد کے حوالے سے کہا تھا کہ یہ ایک ماہنامہ ہی نہیں بلکہ اردو میں سائنس کو فروغ دینے کی ایک اہم تحریک ہے۔ جس کا مقصد مکمل علم اور دین

کی دعوت دیتا ہے۔ انھوں نے مسلمانوں کی سائنسی علوم سے دوری پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ قرآن کی چند آیتوں ہی کو مکمل اسلام سمجھے ہوئے ہیں۔ جب کہ قرآن مسلمانوں کو کائنات میں غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔ جب قانون، دین میں شامل ہے تو قانونِ فطرت علمِ دین سے الگ کیسے ہو سکتا ہے؟'' ڈاکٹر عزیز اسرائیل نے 'اشاریہ ماہنامہ سائنس' پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد اسلم کا اقتباس نقل کیا ہے جس سے قارئین 'سائنس' کے موضوعات و مشمولات سے آگاہ ہو سکتے ہیں:

'' سائنس اور ماحولیات سے متعلق ایسے کون سے موضوعات ہیں جن پر یہاں مضامین شاملِ اشاعت نہیں ہوئے۔ بلکہ روزمرہ میں پیش آنے والی بیماریوں کی وجوہات اور ان کا علاج، ہمارے ماحول کا بدلتا مزاج اور اس کے اثرات، سائنس خبرنامہ، سائنس کوئز، ستاروں کی دنیا، روشنی کی باتیں، روشنی کا جھکاؤ، روشنی کی واپسی، روشنی کی نظر بندی، زمین کے اسرار، سفیرانِ سائنس، عظیم ایجادات، سمندری حیات، مچھلیوں کی دلچسپ باتیں، جانوروں کی دلچسپ کہانیاں، جانوروں کی عادات و اطوار، بقول قرآن اور سائنس، نفسیاتی مسائل ورکشاپ، وزن کے مسائل، انسانی حس اور اس کا اظہار، مشینوں کی بغاوت، صفر سے سو تک، علم کیمیا کیا ہے؟ علم نجوم، غذا میں چکنائی، غذا کی اہمیت، ہمارا جسم، طب، ریاضیات، پانی، زراعت، معلومات عامہ، کمپیوٹر، مقناطیسیت، کیا آپ جانتے ہیں؟ کب کیوں اور کیسے؟ سوال و جواب اور اس طرح کے بہت سارے موضوعات اور مسائل پر نہ صرف ایک سے زیادہ مضامین اور اندراجات موجود ہیں بلکہ وقتے وقتے سے ان موضوعات پر سلسلہ وار مضامین شائع ہوتے رہیں گے۔''[4]

اس اقتباس سے اردو کے عہد ساز ماہنامہ 'سائنس' کے مزاج و منہاج کا اندازہ بہ خوبی لگایا جا سکتا ہے۔ مجموعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اس رسالے کی سائنسی صحافتی خدمات کو تاریخ کے سنہرے پنوں میں مرقوم و محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ اردو میں اس کے علاوہ متعدد ادبی و نیم ادبی رسالے ہیں جن میں بسا اوقات سائنسی مضامین گاہے گاہے شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں ماہنامہ آجکل، اردو دنیا، بچوں کی دنیا، ماہنامہ امنگ، دنیا، کھلونا، تعمیر فکر، ذہن جدید وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ماہنامہ 'آجکل' ایک معیاری اور مستند رسالہ مانا جاتا ہے۔ اس میں سائنسی مضامین کے شائع ہونے کی روایت سے متعلق مشہور محمد خلیل ایک مضمون 'آجکل میں سائنسی ادب' کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں:

'' اس مشہور رسالہ کے بارے میں مجھے سب سے پہلے مرحوم چچا جان (پروفیسر محمد شفیع عالمی شہرت یافتہ جغرافیہ داں) نے بتایا اور اس میں مجھے سائنس پر لکھنے کی توجہ دلائی۔ اس زمانہ میں اردو کے کئی رسالے کھلونا، پیام تعلیم، گل بوٹے کی اور بچوں کے مشہور رسالے تھے۔ جب کہ 'آجکل'، 'یوجنا'، 'نیا دور'، 'سب رس'، 'کتاب نما'، 'قومی راج' بڑوں کے لیے تھے۔ لیکن ان میں کبھی کبھی کوئی مضمون سائنس پر بھی ہوتا تھا۔ اس طرح سائنس کے مواد کو آجکل اردو نے شروع سے ترجیح دی ہے۔ اسی زمانہ میں مدیر شہباز صاحب کی ادارت میں اکتوبر۔نومبر 1978 کا خصوصی شمارہ 'جنگلی جانوروں' پر شائع ہوا تھا جو ریحش دیوی، ڈاکٹر سالم علی، نند کشور وکرم، رحمان احمد عباسی اور کئی دوسری شخصیات کے مضامین سے آراستہ تھا۔ جسے اردو قارئین نے بے حد سراہا تھا۔''[5]

محمد خلیل کے مضمون سے لیا گیا درج بالا اقتباس اس بات کا ثبوت ہے کہ آجکل میں بھی سائنسی مضامین کی اشاعت کی روایت رہی ہے۔ یہ بھی کہ آجکل میں ایک اہم سائنسی موضوع جنگلی جانوروں کے بعنوان خصوصی شمارہ بھی شائع ہوا تھا۔ آجکل کے ڈائمنڈ جوبلی نمبر میں محمد خلیل کا مضمون 'آجکل میں سائنسی ادب' میں مذکورہ خصوصی شمارے کے تقریباً تمام مضامین کا بے حد عمدگی اور شائستگی سے تجزیہ کیا گیا ہے۔

جس کثرت سے اردو اخبارات اور رسائل و جرائد میں دیگر علمی و ادبی اور سیاسی و سماجی موضوعات پر مضامین شائع ہوتے ہیں یا بحث و مباحثے ہوتے ہیں، برعکس اس کے سائنسی میدان میں فی الوقت تشنگی کا احساس ہوتا ہے۔ سائنس، ٹکنالوجی، انجینئرنگ، ریاضی، کیمیا، خلائی سائنس، نیوکلیر، ایڈز جیسی بعض مہلک بیماریوں اور آلودگیوں وغیرہ سے متعلق ہمارے یہاں کتب کی عدم دستیابی پریشانی کا ایک بڑا سبب ہے۔ اس لیے ہندوستان کے سائنس دانوں اور سائنسی علوم کے ماہرین کو اس ضمن میں پیش قدمی کرنی چاہیے تا کہ اس شعبے میں موجود خلا کو دور کیا جا سکے۔ راقم الحروف نے اس مضمون میں جن سائنسی رسائل کا نام لیا ہے۔ ان میں بیشتر کی مدتِ اشاعت زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی۔

اردو کی سائنسی صحافت کا اہم اور قابل ذکر پڑاؤ برقی صحافت کا ہے۔ جس میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن ایک ناقابل فراموش کردار ادا کر رہا ہے۔ ان دونوں نشریاتی اداروں کے ذریعے مختلف موضوعات پر اردو کے سائنسی پروگرام ٹیلی کاسٹ کیے جاتے ہیں۔ جس سے سائنس کی معلومات سماج کے ہر فرد تک بذریعہ ٹی۔وی اور ریڈیو کے مختلف چینلوں اور اسٹیشنوں کی وساطت سے پہنچ جاتی ہے۔ ان دونوں کے توسط سے صحت، معاش، زراعت، ٹکنالوجی اور سائنس کے مختلف شعبہ ہائے حیات سے متعلق آگہی اور معلومات کی ترسیل عام و خاص دونوں جہتوں تک بہ آسانی ہو جاتی ہے۔ مزید ان دونوں مذکورہ نشریاتی اداروں سے ڈاکٹر آن لائن، کرشی درشن، ڈسکوری چینل، ماہرین کے مختلف سائنسی موضوعات پر لیکچرس، صحت اور امراض سے متعلق مختلف پروگرام وغیرہ براڈ کاسٹ کیے جاتے ہیں۔ یہ تمام پروگرام اردو میں بھی ہوتے ہیں اور دوسری زبانوں میں بھی۔ اس طرح ان تمام کے ذریعے سائنسی پیغامات اور سائنسی جانکاری کی کامیاب ترسیل ممکن ہو پاتی ہے۔

اردو کے جن سائنسی صحافیوں نے سائنسی معلومات کو عام کیا اور اپنی زندگی سائنس کی تشہیر و تبلیغ میں گزار دی اور اس کی ترقی و ترویج کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی ان میں ماسٹر رام چندر، سر سید احمد خاں، مولانا ابوالکلام آزاد، گلزار دہلوی، ڈاکٹر اسلم پرویز، محمد خلیل، منظور الامین، پروفیسر عبد المعز شمس، ڈاکٹر عبید الرحمان، اسعد فیصل فاروقی، احمد علی برقی اعظمی (سائنسی نظمیں)، انیس الحسن صدیقی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

اردو کے جن سائنسی صحافیوں نے سائنسی معلومات کو عام کیا اور اپنی زندگی سائنس کی تشہیر و تبلیغ میں گزار دی اور اس کی ترقی و ترویج کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی ان میں ماسٹر رام چندر، سر سید احمد خاں، مولانا ابوالکلام آزاد، گلزار دہلوی، ڈاکٹر اسلم پرویز، محمد خلیل، منظور الامین، پروفیسر عبد المعز شمس، ڈاکٹر عبید الرحمان، اسعد فیصل فاروقی، احمد علی برقی اعظمی (سائنسی نظمیں)، انیس الحسن صدیقی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

حوالہ جات

(1) بحوالہ علی گڑھ کے جرائد کا ہر جہتی و صحافتی مطالعہ، اسعد فیصل فاروقی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، طبع دوم 2017، ص 39

(2) ایضاً

(3) اردو صحافت از مرتب انوار دہلوی، مشمولہ اردو کی سائنسی صحافت از گلزار زتشی دہلوی، اردو اکادمی دہلی، طبع چہارم 2009، ص 285

(4) بحوالہ اردو ریسرچ جرنل، جلد 3، شمارہ 10، اپریل تا جون 2017، ص 67

(5) بحوالہ ماہنامہ آجکل، ڈائمنڈ جوبلی نمبر، جلد 75، شمارہ 12، جولائی 2017، ص 24۔

Ghulam Nabi Kumar
Kumar Mohalla, Charari Sharief,
Budgam-191112 (J&K)
Mob: 7053562468